بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا یہ دلیل ہے یا بدعت کا بہانہ

ابو معاویہ شارب بن شاکر السّلفی
بنی پٹی۔مدھوبنی۔بہار

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم،اما بعد:

برادران اسلام!

آج کے خطبۂ جمعہ کے لئے میں نے جس موضوع کاانتخاب کیا ہے وہ ’’کیا یہ دلیل ہے یا بدعت کا بہانہ‘‘ اوراس موضوع کاانتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کیونکہ سماج ومعاشرے کے اندر لوگ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے بدعت کو سنت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کازور لگاتے ہیں تاکہ لوگ بدعت کو سنت سمجھ کرانجام دیں، کبھی بدعت کو محبت کا نام دیا جاتاہے تو کبھی بدعت کو رسم ورواج کا نام دیا جاتاہے، کبھی بزرگوں کا طریقہ کہاجاتاہے تو کبھی یہ کہاجاتا ہے کہ منع کہاں ہے اوراگر کوئی دلیل پوچھ بیٹھے تو اسے گستاخ رسول کا لیبل لگادیا جاتاہے یا پھر یہ کہہ دیا جاتاہے کہ یہ گمراہ ہوگیا ہے دیکھو دلیل مانگ رہاہے،قرآن وسنت سے دلیل مانگو تو بس یہ کہاجاتاہے کہ نیت اچھی ہے،سب کرتے ہیں، منع کہاں ہے؟ہم غلط ہی کیا کررہے ہیں، غرضیکہ ہربدعت کوسنت ثابت کرنے کے لئے لوگوں نے ہزاروں حیلے وبہانے تلاش کررکھے ہیں توآیئے دیکھتے ہیں کہ اہل بدعت اپنی بدعت کوسنت ثابت کرنے کے لئے کیسے کیسے حیلے وبہانے اپناتے ہیں:

1۔ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں اسی لئے ہم بھی کررہے ہیں!

برادران اسلام!

سماج ومعاشرے کے اندر اکثر وبیشتر ہربدعات وخرافات کو جائز قرار دینے اوراسے اجروثواب کاکام بتانے کے لئے ایک دلیل بہت ہی زورشور سے دیتے ہیں کہ یہ کام ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں اسی لئے ہم بھی کررہے ہیں اوراس کو ہم کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتے ہیں ،اگریہ کام غلط ہے توپھر ہمارے بڑوں نے کیسے کیا؟کیاتم ہمارے بڑوں سے زیادہ جانتے ہو کیا؟فلاں فلاں بزرگ نے کیاتھا؟کیاتم ان سے زیادہ جانتے ہو؟جب انہوں نے کیاتوہم کیوں نہ کریں؟الغرض اس طرح کی اوٹ پٹانگ کی باتیں

پھیلا کر عوام کو بدعات وخرافات کے دلدل میں پھنسا کر رکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنا الو سیدھا کرتے رہیں اوراس طرح سے ان کے بدعات وخرافات کی دوکانیں چلتی رہیں ! میرے دوستو!آپ کو یہ جان کر بڑی حیرانی ہوگی کہ ہر زمانے میں لوگ اپنے کفریہ وشرکیہ عقائد ونظریات اوربدعات وخرافات کو ثابت کرنے کے لئے یہی دلیلیں دیتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے کیا ہے ہم بھی کررہے ہیں جیساکہ فرمان باری تعالی ہے" وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ"اورجب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کروتو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایاہے، کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔(المائدۃ: 104)اسی طرح سے ایک دوسری جگہ رب نے کچھ یوں بیان فرمایاکہ" وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ "اوران سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کروتو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایاہے، گوان کے باپ دادے بے عقل اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔(البقرۃ: 170)دیکھا اور سنا آپ نے کہ لوگ اپنے باپ داداؤں کی پیروی بغیر دلیل اور بغیر سوچے سمجھے ہی کرتے ہیں۔

میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو!

کیاآپ جانتے ہیں کہ آج جو لوگ سنت کے مقابلے میں اپنے باپ دادوں کے طوروطریقے کو پیش کرتے ہیں یہی لوگ کل قیامت کے دن کیا کہیں گے ؟اگر نہیں جانتے ہیں تو پھر سنئے رب نے کیا ہی پیارا نقشہ کھینچا ہے ،فرمان باری تعالی ہے" يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولا ، وَقالُوا رَبَّنا إِنَّا أَطَعْنا سادَتَنا وَكُبَراءَنا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلا ، رَبَّنا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْناً كَبِيراً"اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالی اور رسول کی اطاعت (دنیا میں) کرتے ،اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اوراپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے بھٹکادیا،اے ہمارے پروردگار! تو انہیں دگنا عذاب دے اوران پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔(الاحزاب: 66-68)دیکھااور سنا آپ نے کہ آج جو لوگ اپنے بڑوں کو دلیل بناتے ہیں کل وہی لوگ ان کو دگنا عذاب دینے کی درخواست کریں گے اور دنیا میں اطاعت رسول ﷺ نہ کرنے پر افسوس کریں گے مگر تب افسوس کرنا کسی کے کچھ کام نہ آئے گا،اس لئے آج وقت رہتے ہی لوگوں کے لئے ہمارا یہ پیغام ہے کہ اے لوگوں! کتاب وسنت کی پیروی کرو،بزرگوں اور باپ داداؤں کی نہیں کیونکہ یہ دین بزرگوں اور باپ داداؤں سے نہیں بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کی وحی سے ثابت ہوتا ہے۔

2۔ منع کہاں ہے؟

میرے دوستو! بدعات وخرافات کو گلے لگا کر سنت سے دوری اختیار کرنے والے لوگ اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور بات کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ چیز غلط ہے اور بدعت ہے تو بتاؤ منع کہا ہے؟کس کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ایسا کرنا بدعت ہے؟ذرا بتاؤ کہ کس صحابی نے یا پھر کس محدث نے یہ کہا ہے کہ میلاد منانا بدعت ہے؟بدعتی حضرات اس طرح کے جملوں سے عوام کو بیوقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں جب کہ یہ کہنا یہ منع کہاں ہے یہ تو سراسر حماقت وجہالت اور بیوقوفی کی دلیل ہے کیونکہ دلیل ثبوت کی دی جاتی ہے،جو چیز ثابت ہی نہیں ہے اس کی دلیل ہی نہیں دی جاتی ہے،آیئے اس بات کو ایک مثال کے ذریعے سمجھتے ہیں کہ کوئی انسان مغرب کی نماز تین رکعتیں پڑھنے کے بجائے چار پڑھنے لگے اور لوگوں سے کہتا پھرے کی منع کہاں ہے ذرا بتاؤ؟اسی طرح سے کوئی انسان جب نماز پڑھنے لگے تو ہر رکعت میں دو رکوع کرنے لگے اور تین سجدے کرنے لگے اور پھر لوگوں سے کہے کہ ایسا کرنا منع کہاں ہے ذرا بتاؤ؟اسی طرح سے اب کوئی انسان جب آذان دے تو آخر میں لاالہ الا اللہ پر ختم کرنے کے بجائے محمد رسول اللہ کا اضافہ کردے اور کہے کہ منع کہاں ہے ذرا بتاؤ؟ تو اب آپ ہی فیصلہ کرلیں کہ ساری دنیا ایسے انسان کو کیا کہے گی؟یہی کہ یہ انسان پاگل ہوگیا ہے اور پاگلوں جیسی باتیں کررہاہے،پتہ یہ چلا کہ یہ کہنا منع کہاں ہے یہ سراسر حماقت وجہالت کی نشانی ہے،اب اگر کوئی انسان بضد ہے کہ نہیں منع کی دلیل ہی بتاؤ تو لیجئے ہم آپ کو دلیل بھی بتادیتے ہیں،پڑھئے قرآن مجید آپ کو اس میں یہ آیت ملے گی" يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ "کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو،یقینا اللہ تعالی سننے والا،جاننے والا ہے۔(الحجرات:1) میرے دوستو! ذرا سوچو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے بڑھنا کیا ہے؟یہی تو ہے کہ دین میں من مانی کی جائے،دین میں بدعات ایجاد کی جائے اور دین میں کتاب وسنت کو چھوڑ کر اپنی رائے وقیاس پر عمل کیا جائے،اب اسی میلاد کی ہی مثال لے لیجئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی ناپاک جسارت نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ لوگ رسول کے نام پر میلاد مناتے ہیں جب کہ اس کام کو نہ تو اللہ نے کہا کرنے کے لئے اور نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا اور نہ ہی منانے کا حکم دیا اور نہ ہی کسی صحابی نے آپ ﷺ کا کبھی میلاد منایا! یقینا ایسے لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دین کے دشمن ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کی جسارت کرتے ہیں۔

برادران اسلام!

میرا جی یہ چاہتا ہے کہ منع کہاں ہے اس بات پر اور ایک دلیل دے دو تاکہ مسئلہ واضح ہوجائے کہ ہر وہ چیز جو نبی اور صحابہ سے ثابت نہیں وہ مردود ہے اور جب مردود ہے تو پھر اس کے نیکی اور اچھا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے اور اس کے لئے کوئی دلیل کی ضرورت نہیں ہے،کیا آپ نے سنا نہیں کہ حبیب کائنات ﷺ نے اپنے دین پہ مہر لگاتے ہوئے فرمادیا ہے کہ "مَنْ

عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ "جو کوئی ایسا عمل کرے جس پر میرا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔ (مسلم:1718)

اور دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ " مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ "جو شخص ہمارے دین میں وہ چیز ایجاد کرے جو اس دین میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے یعنی ناقابل قبول ہے اسی لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس عمل کو ہر گز ہر گز قبول نہ کرے بلکہ اس کی تردید کرتے ہوئے لوگوں کو اس سے منع کرے۔ (بخاری:2697،ماجہ:14) پتہ یہ چلا کہ ہر وہ چیز اور ہر وہ کام جو نبی ﷺ نے نہ کیا اور نہ کہا تو وہ مردود ہے اب اگر کوئی انسان اسے سنت اور مستحب عمل کہہ رہا ہے تو وہ اس پر دلیل دے اور جب تک رسول ﷺ کے قول و فعل سے دلیل نہ دے گا تب تک وہ عمل اور وہ چیز مردود ہی رہے گی۔ذرا سوچئے میرے بھائیو اور بہنو! اگر ہر دینی کام کے لئے یہ اصول بنادیا جائے کہ "منع کہاں ہے" تو پھر ہر کوئی اپنی طرف سے ایک نئی عبادت ایجاد کرلے گا اور کہے گا کہ مجھے منع کی دلیل دکھاؤ؟

3۔یہ کرنے میں حرج کیا ہے؟

اہل بدعت اپنی بدعت کو سنت بتانے کے لئے ایک اور بات کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ایسا کرنے میں حرج کیا ہے؟اب مثال کے طور پر عید میلاد ہی کو لے لیجئے یہ میلاد منانے والے لوگ لوگوں کو ایک بات کہہ کر بیوقوف بناتے ہیں کہ میلاد منانے میں حرج کیا ہے؟ہم کونسا غلط کام کررہے ہیں؟ہم تو اپنے نبی ﷺ کے اخلاق و کردار اور سیرت و فضائل ہی کو تو بیان کررہے ہیں تو اس میں حرج کی کیا بات ہے؟

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ نبی ﷺ کے فضائل اور آپ ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے میں حرج نہیں ہے ،مگر حرج اس بات پر ہے کہ کیا ہمارے نبی ﷺ کا حق یہی ہے کہ لوگ پورے سال میں اپنے نبی ﷺ کی سیرت و کردار، فضائل کو کبھی نہ بیان کریں اور صرف ربیع الاول کے مہینے کے دس یا بارہ دن ہی بیان کیا جائے؟ کتنے بڑے ظالم ہیں وہ لوگ جو اپنے نبی ﷺ کو سال میں کبھی یاد نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی محفلیں سجاتے ہیں مگر جیسے ہی ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوجاتا ہے آپ ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے کے لئے محفلیں لگانا شروع کردیتے ہیں! غرض کہ لوگوں نے آپ ﷺ کی سیرت کو بیان کرنے کے لئے صرف ماہ ربیع الاول کو خاص کرلیا ہے۔

دوسری بات اس سلسلے میں یہ ہے آپ ﷺ کی سیرتوں کو بیان کرنے میں حرج نہیں ہے حرج تو اس بات پر ہے کہ لوگوں نے وہ طریقہ اختیار کرلیا ہے جو نہ تو آپ ﷺ نے کیا اور نہ ہی کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی صحابہ نے کیا ہے،جو لوگ بھی بات بات میں ہر بدعت کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ حرج کیا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے میں ایک حدیث سنادیتا ہوں تاکہ حق و باطل واضح ہوجائے کہ جو نبی ﷺ نے نہیں سکھایا ہے اس کے کرنے اور کہنے میں حرج ہے،آیئے حدیث سنتے ہیں حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ " أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ "عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھینک

آئی تو اس نے کہا کہ " أَلحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ " تو ابن عمرؓ نے کہا کہ " وَأَنَا أَقُولُ أَلحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ "میں بھی یہ جملہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ کہتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں مگر " وَلَيْسَ هَكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اس طرح سے ہمیں آپ ﷺ سے تعلیم نہیں دی ہے بلکہ اس موقع پر " أَلحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَى كُلِّ حَالٍ "ہر حال میں اللہ کا شکر ہے کہنے کی تعلیم دی ہے۔(ترمذی:2738،وقال الالبانیؒ:اسنادہ حسن) دیکھا اور سنا آپ نے کہ جس چیز کی تعلیم آپ ﷺ نے نہیں دی ہے اس کے کرنے میں ضرور بالضرور حرج ہے تبھی تو حضرت ابن عمرؓ نے اس انسان کو روکا اور منع کیا،اس مسئلے کی اتنی وضاحت ہو جانے کے باوجود بھی اگر کسی کو سمجھ میں نہ آئے تو وہ اپنے عقل کا ماتم کرے۔

4۔اگر ایسا کرنا بدعت ہے تو پھر مائک سے آذان دینا، مسجد میں فین اور اے سی لگانا بھی بدعت ہے، قرآن میں زبر زیر لگانا اور تمہارا پیدا ہونا بھی بدعت ہے کیونکہ نہ تو یہ ساری چیزیں نبی ﷺ کے زمانے میں تھی اور نہ ہی تم تھے؟

برادران اسلام!

اہل بدعت اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہوئے لوگوں کو یہ کہہ کر بیوقوف بناتے ہیں کہ اگر ایسا کرنا بدعت ہے تو پھر مائک سے آذان دینا ، مسجد میں فین اور اے سی لگانا بھی بدعت ہے،قرآن میں زبر زیر لگانا اور تمہارا پیدا ہونا بھی بدعت ہے کیونکہ نہ تو یہ ساری چیزیں نبی ﷺ کے زمانے میں تھی اور نہ ہی تم تھے؟

افسوس صد افسوس لوگ سنت کے مقابلے میں بدعت کو ثابت ورائج کرنے کے لئے کیسی کیسی احمقانہ باتیں کرتے ہیں،انہیں یہ بات بھی معلوم نہیں ہے کہ اس دین اسلام کو مکمل کیا جاچکا ہے اب اس میں کسی کمی وبیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے " أَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا "آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔(المائدہ:3)جب دین کو مکمل کردیا گیا ہے تو پھر جو چیز دین میں نہیں وہ دین کا حصہ کبھی بھی بن نہیں سکتی ہے گرچہ وہ چیز کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو!

میرے پیارے پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو! آپ یہ بات اچھی طرح سے جان لیں کہ کسی بھی عمل کو دین کا حصہ سمجھتے ہوئے باعث اجر وثواب سمجھ کر انجام دینا ہی بدعت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے "فِيْ أَمْرِنا " کہہ کر دین کی قید لگادی ہے کہ بدعت صرف وہی جو میرے دین میں ایجاد کی جائے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ " مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ "جو شخص ہمارے دین میں وہ چیز ایجاد کرے جو اس دین میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے یعنی ناقابل قبول ہے۔(بخاری:2697،ماجہ:14) اور جہاں تک رہی بات مسجد میں جو اے سی اور فین لگائی جاتی ہے اور جو مائک سے آذان

دی جاتی ہےاوراسی طرح سے جو بھی دنیاوی ضروریات کی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں یہ دین کا حصہ نہیں ہےاور نہ ہی کوئی انسان ان ساری چیزوں کو اجر وثواب سمجھ کراستعمال کرتا ہےاور نہ ہی یہ ساری چیزیں ممنوع ہے۔

دوسری بات اس سلسلے میں سب سے اہم یہ ہے کہ یہ دین مکمل کیا جاچکا ہے جس میں کسی بھی طرح کی کمی وبیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے جب کہ یہ دنیا نامکمل ہےاور اس کی تکمیل نہیں کی گئی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے"سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ" عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف وآگاہ ہونا کافی نہیں۔(حم السجدہ:53) پتہ یہ چلا کہ جب دنیا کہ تکمیل ہی نہیں ہوئی ہے تو اس کی ضروریات کی چیزیں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہےاور نہ ہی یہ گناہ کا کام ہےاور اس بات کی تعلیم تو خود جناب محمد عربی ﷺ نے دی ہے کہ تم دنیاوی ضرورتوں کو اپنے وقت وحالات کے حساب سے استعمال کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ سیدنا انس؄ اور طلحہ بن عبید اللہ؄ اور اماں عائشہ؅ سے مروی احادیث کے اندر اس بات کا ذکر ہے کہ صحابۂ کرام اپنے کھجوروں کے اندر گابھا کی پیوندکاری کیا کرتے تھے یعنی کہ نر کھجور کے درخت کا شگوفہ لے کر مادہ کھجوروں کے درختوں میں لگایا کرتے تھے جس سے کثیر مقدار میں اور اچھے اچھے کھجور پیدا ہوا کرتے تھے مگر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جب آپ ﷺ نے ایسا کرتے دیکھا تو آپ ﷺ نے صحابۂ کرام؇ سے کہا کہ " لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ " اگر تم لوگ ایسا نہ کرتے تو بہت اچھا ہوتا، یہ سن کر صحابۂ کرام؇ نے ایسا کرنا چھوڑ دیا اور مادہ کھجوروں میں نر کھجوروں کے شگوفے کی پیوندکاری نہیں کی جس کا اثر اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس بار بہت ہی خراب اور ردی قسم کے کھجوروں کے پھل آئے، جب اس بات کی جانکاری صحابۂ کرام؇ نے آپ ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ " إِذَا كَانَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ بِهِ وَإِذَا كَانَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ فَإِلَيَّ "اگر تمہاری دنیا کا کوئی معاملہ ہو تو اسے خود (اپنے تجربات اور رائے کی روشنی میں) انجام دے لیا کرو اور اگر تمہارے دین کا کوئی معاملہ ہو تو میری طرف رجوع کیا کرو، اور مسلم شریف کے جو الفاظ ہیں اس کے اندر ہے کہ " أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ "تم اپنی دنیاوی معاملات کو زیادہ جاننے والے ہو۔(مسلم:2363، ابن ماجہ:2471،2470، احمد:24920) دیکھا اور سنا آپ نے کہ دنیاوی معاملات وامور میں آپ ﷺ نے خود یہ کہا کہ تم اپنے اپنے حساب سے ان سب چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر دین کے معاملات وامور کے بارے میں آپ نے یہ قید اور شرط لگادی کہ صرف میرا ہی حکم چلے گا، اتنے واضح فرمان کے ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی انسان اس معاملے میں اس طرح کی باتیں کہتا ہے تو پھر ایسے انسان کے عقل پر سوائے ماتم کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

5۔ قرآن میں زبر زیر پیش وغیرہ لگانا بھی بدعت ہے

اسی طرح سے اہل بدعت اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے یہ بات بھی کہہ کر لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں کہ قرآن میں زبر اور زیر و پیش وغیرہ نہیں تھا تو یہ بھی بدعت ہے! افسوس صد افسوس لوگ اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے کیسی کیسی بیوقوفانہ اور احمقانہ باتیں کرتے ہیں یاد رکھیئے کہ یہ کہنا ہی سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن کے کلمات و حروف اور حرکات و سکنات تو پہلے سے موجود ہیں اور جس طرح سے آج پڑھی جاتی ہے ٹھیک اسی طرح سے پہلے بھی نبی اور صحابہ کے ادوار میں پڑھی جاتی تھی اور جب قرآن کی تلاوت کی جاتی تھی تو اس کا مطلب یہ ہے اس کو زبر زیر اور پیش وغیرہ کے ساتھ ہی پڑھی اور تلاوت کی جاتی تھی یہ الگ بات ہے کہ وہ تحریری شکل میں نہیں تھی، تو تحریری شکل کا بعد میں وجود میں آنا یہ تو بدعت نہیں ہے، آیئے اس بات کو ایک مثال کے ذریعے سے سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کا ہر طالب علم یہ جانتا ہے کہ دوران تعلیم جو احادیث اور دیگر عربی فنون کی کتابیں طلبہ کو پڑھائی جاتی ہیں اس میں آج بھی زبر اور زیر و پیش وغیرہ نہیں ہوتا ہے مگر پھر بھی طلبہ و اساتذہ اس کو پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں، اب اگر اس میں زبر و زیر و پیش وغیرہ لگا دیا جائے اور کوئی کہے کہ یہ بدعت ہے تو پھر ایسے انسان کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے، ویل ہے ایسے کج فہم لوگوں پر جو جان بوجھ کر اپنی بدعت کی دوکان کو چلانے کے لئے اس طرح کی اوٹ پٹانگ کی باتوں سے عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

6۔ کیا اتنے سارے لوگ غلط ہیں؟

برادران اسلام!

اہل بدعت اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور بات کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ یہ کام تو پوری دنیا میں لوگ کر رہے ہیں، کیا اتنے سارے لوگ غلط ہو سکتے ہیں؟ جیسا کہ پچھلے دنوں آپ نے بھی سنا ہوگا کہ اہل بدعت اس بات کا کثرت سے ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ اگر یہ میلاد منانا غلط ہے تو پھر پوری دنیا کے مسلمان کیسے منا رہے ہیں؟ کیا اتنے سارے لوگ غلط ہو سکتے ہیں؟ اگر میلاد منانا غلط ہوتا تو اس طرح سے پوری دنیا میں یہ چیز نہیں منائی جاتی تھی؟ جو لوگ میلاد منانے کے قائل ہیں وہ کثیر تعداد میں ہیں اور جو نہیں مناتے ہیں وہ تو بہت تھوڑے ہیں؟ غرض کہ اکثریت و اقلیت کی بات کہہ کر لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ میلاد منانا سنت ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ میلاد منانا اکثریت و اقلیت سے ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے اس کے لئے تو دلیل کی ضرورت ہے، حق و باطل کا معیار لوگوں کی اکثریت و اقلیت نہیں بلکہ دلائل و براہین ہیں، مشہور ہونا دلیل نہیں بلکہ دلیل ہونا دلیل ہے، ویسے اگر ہم اکثریت ہی کو معیار تسلیم کرلیں تو پھر قرآن ہمیں یہ تلقین کرتا ہے کہ اے لوگوں اکثریت کی بات اور اکثریت کے طور وطریقے کو کبھی نہ ماننا اور اکثریت کے راستے پر کبھی نہ چلنا کیونکہ اکثریت ہمیشہ گمراہ لوگوں کی ہوتی ہے، اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہ ہو تو پھر سورہ الانعام کی آیت نمبر 116 کی تلاوت کیجئے، فرمان باری تعالی ہے " وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ "اور دنیا

میں زیادہ تر لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ کر دیں، وہ تو محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں، (الانعام: 116) ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا کہ " وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ "اور بے شک اکثر لوگ اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر بغیر علم کے گمراہ ہوتے ہیں۔ (الانعام: 119) یقینا قرآن نے جیسا کہا ہے آج ہم اپنی آنکھوں سے ویسا ہی دیکھتے ہیں کہ لوگوں کے پاس دلائل وبراہین تو نہیں ہوتے مگر اٹکل پچو، قیاسی باتیں اور جھوٹے قصے کہانیاں ضرور ہوتے ہیں، لوگوں کو جو اچھا لگتا ہے وہی دین سمجھ کر کرنے لگ جاتے ہیں، ہمارے رب کا فرمان کتنا سچ ہے کہ " وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا "اوران میں سے اکثر لوگ صرف گمان پر چل رہے ہیں۔ (یونس: 36) میرے دوستو! قرآن مجید کے اندر جگہ جگہ پر رب العزت نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ہر دور میں اکثر لوگ کفر وشرک اور گمراہیت کے راستے پر ہوتے ہیں، کہیں پر اللہ نے کہا کہ " وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ "اوران میں اکثر لوگ مسلمان نہ تھے۔ (الشعراء: 190) کہیں پر اللہ نے کہا کہ اکثر لوگ بے عقل ہوتے ہیں " بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ " بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (العنکبوت: 63) کہیں پر اللہ نے کہا کہ "وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ "اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ (الروم: 30) کہیں پر اللہ نے کہا کہ " أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ "اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو سنتے نہیں ہے۔ (حم السجدۃ: 4) کہیں پر اللہ نے کہا کہ " وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ "اور لیکن کثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔ (النمل: 73) کہیں پر اللہ نے کہا کہ " وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ "اور اکثر لوگ ایمان رکھنے کے باوجود بھی مشرک ہوتے ہیں۔ (یوسف: 106) کہیں پر اللہ نے کہا کہ " وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ "اور لیکن زیادہ تر لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔ (الانعام: 111) دیکھا اور سنا آپ نے کہ اکثریت ہمیشہ اور ہر دور میں گمراہ لوگوں اور کم عقل ونادانوں، مشرکوں وکافروں اور جاہل بے علموں جیسے لوگوں کی ہوتی ہے اور حق کو اپنانے والے اور نیک لوگ ہر زمانے میں اقلیت ہی میں رہتے ہیں جیسا کہ رب العالمین نے فرمایا " وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ "کہ میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔ (سبا: 13) پتہ یہ چلا کہ بدعات وخرافات اور شرک وکفر کو ہمیشہ اکثر لوگ اپناتے ہیں اور اس کے مقابل سنت وتوحید کو ہمیشہ بہت ہی کم لوگ اپناتے ہیں، لہٰذا اہل بدعت کا یہ کہنا کہ یہ کام تو ساری دنیا میں ہو رہا ہے اسی لئے ایسا کرنا صحیح ہے یہ محض عبث وبیکار اور کج فہمی کی علامت ونشانی ہے۔

7۔ میری نیت تو اچھی ہے اس میں برائی ہی کیا ہے؟

اہل بدعت اپنی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور بات کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اس میں غلط کیا ہے؟ ہماری نیت تو اچھی ہے اس میں برائی کیا ہے؟ ہم تو قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں، ہم تو اللہ کا ہی ذکر کر رہے ہیں، اسی طرح سے میلاد کے موقعے سے اہل بدعت یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو مناقب وفضائل رسول ﷺ بیان کرتے ہیں؟ درود کی محفلیں سجاتے ہیں؟ تو کیا

یہ سب کرنا غلط اور گناہ ہے؟ تو اس کا جواب سنئے دراصل اس طرح کے جملوں سے عوام کو دھوکا دیا جاتا ہے اور لوگوں کے دینی جذبوں سے فائدہ اٹھا کر انہیں بیوقوف بنایا جاتا ہے، سن لیجئے اور اچھی طرح سے یاد رکھ لیجئے کہ ہر وہ کام جو نبی ﷺ کے بتائے ہوئے قول و فعل سے ثابت نہ ہو وہ مردود ہے گرچہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو! جو نبی اور صحابہ سے ثابت نہیں اس کا کرنا گناہ ہے گرچہ ساری دنیا اس کی تعریف کرے اور اسے اچھا کہے! جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیت تو اچھی ہے، اس میں برائی ہی کیا ہے؟ ایسی کرنے میں کیا گناہ ہے؟ تو ایسے لوگوں کو میں سب سے پہلے ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں جس کے اندر اسی بات کا ذکر ہے کہ کچھ صحابۂ کرام نے بہت ہی زیادہ نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور نماز و روزے کو اختیار کرنے کی بات کہی تھی مگر حبیب کائنات ﷺ نے انہیں کیا کہا تھا ذرا سنئے، سیدنا انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ تین صحابۂ کرامؓ (سیدنا علیؓ، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ اور سیدنا عثمان بن مظعونؓ) امہات المومنین والمومنات میں سے کسی کے پاس گئے اور ان سے آپ ﷺ کی عبادتوں اور ریاضتوں کے بارے میں پوچھا تو جب انہیں آپ ﷺ کی عبادتوں وریاضتوں کے بارے میں بتائی گئی تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور حیران وپریشان ہو کر کہا کہ ہم کہاں اور آپ ﷺ کہاں " وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ" ہمارا آپ ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی و پچھلی لغزشوں کو معاف کر دیا گیا ہے (جب آپ ﷺ اتنی زیادہ عبادت وبندگی کرتے ہیں تو ہمیں کتنی کرنی چاہئے) یہ کہہ کر ان میں سے ایک نے کہا کہ " أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا " اب سے میں تورات بھر نماز پڑھتا رہوں گا اور کبھی نہیں سوؤں گا اور دوسرے نے کہا کہ " أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ " اب سے میں بھی ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہیں کروں گا، اب تیسرے صحابی نے کہا کہ " أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا " میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اور کبھی نکاح وغیرہ کے جھمیلے میں نہیں پڑوں گا، اور کسی نے یہ بھی کہا تھا کہ " لَا آكُلُ اللَّحْمَ " اب سے میں گوشت وغیرہ بھی نہیں کھاؤں گا، ذرا غور سے سنتے جانا میرے دوستو کہ ان صحابۂ کرام نے کتنا اچھا اور نیکی کا ارادہ کیا مگر ذرا یہ بھی یاد رکھ کر جانا کہ جب آپ ﷺ کو اس بات کی جانکاری دی گئی کہ انہوں نے ایسا اور ایسا کہا ہے تو آپ ﷺ نے کیا کہا تھا! جب آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور پوچھا کہ کیا تمہیں لوگوں نے ایسا اور ایسا کہا ہے اور پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کی باتیں کہتے اور سوچتے ہیں، اے لوگو سن لو " أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ" خبردار! اللہ کی قسم! میں تم سب سے کہیں زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، میں تم سب سے کہیں زیادہ متقی وپرہیزگار ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور راتوں میں سوتا بھی ہوں اور میں نے نکاح بھی کر رکھے ہیں اسی لئے یہ بات یاد رکھ لو! " فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي " جو میرے طریقے سے ہٹا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ (بخاری: 5063، مسلم: 1401) دیکھا اور سنا آپ

نے کتنا اچھا اور نیکی کا ارادہ انہوں نے کیا تھا مگر آپ ﷺ نے انہیں کتنا سخت ڈرایا اور دھمکایا کہ اگر میرے راستے سے ہٹو گے تو پھر کہیں کے نہیں رہو گے، پتہ یہ چلا کہ کوئی کام کتنا اچھا اور نیک ہی کیوں نہ ہو اگر اس پر مدینے والے کا فرمان نہیں تو وہ مردود اور باعث عذاب ہے۔

جو لوگ کسی بھی بدعت کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بہت اچھا کام ہے، نیکی کا کام ہے تو ایسے لوگوں کو میں ایک اور حدیث سنا دینا چاہتا ہوں تاکہ حق واضح ہو جائے، سنن دارمی حدیث نمبر 210 کی یہ روایت ہے اور اس حدیث کو علامہ البانیؒ نے صحیح کہا ہے حضرت عمرو بن سلمہ ہمدانیؒ کہتے ہیں ہم اکثر و بیشتر فجر کی نماز سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے دروازے پر بیٹھ جایا کرتے اور پھر ان کے ساتھ ہی مسجد کی طرف نکلا کرتے تھے، ایک دن ایسا ہوا کہ سیدنا ابو موسی اشعریؓ آئے اور وہ بھی ابن مسعودؓ کے انتظار میں بیٹھ گئے جیسے ہی ابن مسعودؓ اپنے گھر سے نکلے تو ان سے ابو موسی اشعریؓ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن "إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهُ وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ إِلَّا خَيْرًا "میں نے مسجد میں ابھی ابھی ایک کام دیکھا ہے جو مجھے برا معلوم ہو رہا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اچھا اور بہتر ہی دیکھا ہے، حضرت ابن مسعودؓ نے پوچھا کہ ویسا آپ نے کیا دیکھا ہے؟ تو ابو موسی اشعریؓ نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جو حلقوں کی شکل میں مسجد میں بیٹھے نماز کا انتظار کر رہے ہیں، اور ہر حلقے میں ایک آدمی ہے جس کے ہاتھ میں کنکریاں ہیں اور وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ 100 سو بار اللہ اکبر پڑھو تو لوگ 100 سو بار اللہ اکبر پڑھتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ 100 سو بار لاالہ الااللہ پڑھو تو وہ لوگ 100 سو بار لاالہ الااللہ پڑھتے ہیں، پھر وہ کہتا ہے کہ 100 سو بار سبحان اللہ پڑھو تو وہ لوگ 100 سو بار سبحان اللہ پڑھتے ہیں، یہ سن کر ابن مسعودؓ نے ابو موسی اشعریؓ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں کچھ کہا نہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کے رائے کا انتظار کرتے ہوئے انہیں کچھ نہیں کہا، تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ آپ انہیں اس بات کو حکم دیتے کہ وہ (اس طرح سے نیکیوں کو شمار نہ کرکے) اپنے گناہوں کا شمار کریں اور آپ انہیں اس بات کی ضمانت دیتے کہ تمہاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہیں ہو گی، بہرحال جب سب کے سب مسجد میں پہنچے تو انہوں نے بھی لوگوں کو ویسا ہی کرتے ہوئے پایا تو ابن مسعودؓ نے پوچھا کہ " مَا هَذَا الَّذِي أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ "یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! ہم ان کنکریوں کے ساتھ اللہ اکبر، لاالہ الااللہ اور سبحان اللہ کو شمار کر رہے ہیں، یہ سن کر ابن مسعودؓ نے ان سے کہا کہ ایسا کرنے کے بجائے تم سب اپنی برائیوں کو شمار کرو اور میں تمہیں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہو گی، پھر ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ " وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ هَؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ وَهَذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ "افسوس ہے تم پر اے امت محمدیہ! تم کتنی جلدی ہلاکت و بربادی کے طرف چل دیئے، ابھی تو تمہارے درمیان بکثرت آپ ﷺ کے اصحاب موجود ہیں اور ابھی تو آپ ﷺ کے کپڑے بھی بوسیدہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ ہی ابھی آپ ﷺ کا برتن ٹوٹا ہے، "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُفْتَتِحُو

بَابِ ضَلَالَةٍ"قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم ایسے بدعت والے طریقے پر ہو جس میں محمد ﷺ کے طریقے سے زیادہ ہدایت ہے یا پھر تم نے گمراہی کا دروازہ کھولا ہے،ایسا سننے کے بعد ان لوگوں نے جواب دیا کہ" وَاللَّهِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ "اے ابو عبدالرحمٰن ہم نے تو بس خیر و بھلائی کا ہی ارادہ کیا تھا،ایسا سننے کے بعد جو ابن مسعودؓ جواب دیا وہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے انہوں نے کہا کہ "وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ "بہت سارے لوگ نیکی کا ارادہ تو کرتے اور رکھتے ہیں مگر انہیں نیکی حاصل نہیں ہوتی ہے۔۔۔(سنن دارمی:210،الصحیحۃ:2005)دیکھا اور سنا آپ نے کہ ایک نیکی کا کام ہو رہا تھا مگر وہ نیکی کا کام رسول ﷺ کے طریقے وسنت کے موافق نہیں تھا جس کی وجہ سے ہی ابن مسعودؓ نے انہیں کھرا کھوٹا سنایا اور کہا کہ یہ نیکی نہیں بلکہ گمراہی ہے،ذرا غور کیجئے کہ جب اس طرح سے اللہ کا ذکر کرنا نیکی نہیں ہے تو پھر جو کچھ بھی لوگ دین اور سنت کے نام پر آج کل کر رہے ہیں وہ دین کیسے ہو سکتا ہے،اس لئے اے میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو اور بہنو! یہ یادرکھو کہ اسلام ہمیں یہ نہیں سکھاتا کہ ہر اچھے مقصد کے لئے اپنی مرضی کا طریقہ بنالیا جائے بلکہ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ عمل کے درست ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔

حرف آخر:

آخر میں یہی کہوں گا کہ نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی،کثرت عمل سے سنت ثابت نہیں ہوتی،اچھی نیت سے غیر ثابت شدہ عمل وطریقہ سنت نہیں بن جاتا اور کسی بزرگ کی نسبت سے کوئی عمل شریعت میں ثابت نہیں ہو جاتا،لہٰذا اے میرے بھائیو اور بہنو! حیلوں اور بہانوں کے پیچھے چلنے کے بجائے قرآن وسنت کو اپناؤ،اپنی محبت کو اتباع رسول کے ساتھ جوڑو،اپنی عبادت کو سنت کے مطابق انجام دو کیونکہ عبادت اپنی خواہش سے نہیں،شریعت کی رہنمائی سے ہوتی ہے اور جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دین بنا کر ہمیں دے دی ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ہمیں یہ نہیں دیکھنا ہے کہ کون کر رہا ہے بلکہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے یا نہیں۔

اب آخر میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اے بار الہ تو ہم سب کو ہمیشہ اپنے نبی کی سنتوں پر قائم رکھنا اور ہر طرح کی بدعات وخرافات سے تو ہمیں بچا کر رکھنا۔آمین۔ثم آمین یارب العالمین

کتبہ

ابومعاویہ شارب بن شاکر السّلفی

امام وخطیب مرکز مسجد اہل حدیث۔فتح دروازہ۔آدونی

ناظم جامعہ ام القری للبنین والبنات۔آدونی۔ضلع کرنول۔آندھرا پردیش

9885294745

Sharibsalafi9885@gmial.com